قائداعظم محمد علی جناحؒ اور عید میلادالنبیؐ

محمد حنیف شاہد

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے والدین مذہب کو دل و جان سے عزیز رکھتے تھے اور باقی دیگر چیزوں مثلاً کاروبار وغیرہ کو ثانوی حیثیت دیتے تھے۔ سرورِ کائنات دو جہاں حضور اکرم ﷺ کی ذات بابرکات سے ان کی محبت، عقیدت اور شیفتگی کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جب محمد علی جناح کی ولادت ہوئی تو انہوں نے حضور اکرم ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مبارک ناموں کی نسبت سے آپ کا نام 'محمد علی' رکھا۔

یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ نوجوان محمد علی جناح جب اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان تشریف لے گئے تو انہوں نے باقی تینوں لاء سکول چھوڑ کر لنکنز اِن میں داخلہ صرف اور صرف اس بنا پر لیا کہ اس کے صدر دروازے پر دنیا کے عظیم قانون دانوں کے ناموں میں سرفہرست حضور اکرم ﷺ کا نامِ نامی اسم گرامی کندہ تھا۔

اس حقیقت سے بھی، انکار نہیں کیا جا سکتا کہ محمد علی جناح نے ۱۹۱۳ء میں اپنی بے مثال قانونی قابلیت (اسلامی قانون) اور بردست قوت استدلال کی بدولت وقف علی الاولاد بل (قانونِ محمدیؐ) منظور کروالیا ار مارچ ۱۹۱۳ء میں وائسرائے ہند نے بھی اس کی توثیق کردی، یہ وہی قانون محمدیؐ ہے جسے واگزار کروانے میں جسٹس سید محمود اور جسٹس سید امیر علی کامیاب نہ ہو سکے تھے اس بل کے پاس کروانا محمد علی جناح کے حضور نبی کریم ﷺ سے بے پناہ عشق اور مسلمانوں کے ساتھ لازوال محبت کا زندہ جاوید ثبوت ہے۔

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب اگست ۱۹۲۷ء میں ''مقدس بانیانِ مذاہب کے ناموس کے تحفظ'' اور ''توہین انبیاء کے انسداد کا مل'' جیسے اہم مسائل اُٹھے تو محمد علی جناح نے نہایت صاف، شفاف، واضح اور دوٹوک

اندازس میں اعلان کیا:

> ''میں ہراس تدبیر کی تائید کرنے کیلئے تیار ہوں جس کا مقصد مقدس بانیان مذاہب کے ناموس اور وقار کا تحفظ ہو''۔
>
> جملہ مذاہب کے بانیوں اور پیشواؤں کے متعلق دریدہ ذہنی اور حملہ کرنے والوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے جو بھی کاروائی کی جائے میری تائید وحمایت اس کے شامل حال رہے گی۔ میری استدعا ہے کہ مسلمان آئینی طریق کار اختیار کریں۔[1]

غازی علم الدین شہید کے مقدمے سے تو تقریباً سبھی مُسلمان عام طور پر اور قائداعظم کے شیدائی خاص طور پر واقف ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں لاہور کے ایک ہندو پبلشر راج پال نے ایک ہندو پروفیسر چیما بتی کی کتاب ''رنگیلا رسول'' نامی شائع کی جس میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر رکیک اور ناروا جملے کہے تھے۔ اس کتاب کے چھپتے ہی مسلمانوں میں غم وغصے کی ایک لہر دوڑ گئی چنانچہ اس کتاب کے ناشر راجپال پر فرقہ وارانہ تعصب اور منافرت پھیلانے کے الزام میں مقدمہ چلا۔ ماتحت عدالت نے مقدمہ کی سماعت کے بعد ملزم کو دو سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی لیکن عدالت عالیہ کے چیف جسٹس سر شادی لعل نے جو مسلمانوں کے لئے اپنے روائتی تعصب کے لئے بہت بدنام تھا، راجپال کو بری کر دیا۔ اس فیصلہ کے بعد مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا اور ۲۷ ستمبر ۱۹۲۷ء کو ایک مسلمان خدا بخش نے راجپال پر حملہ کیا لیکن اس بار بھی وہ موت کے منہ میں جانے سے بچ گیا۔

اس کے بعد لاہور کے سریاں والا بازار کے غازی علم الدین نے راجپال پر حملہ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ چنانچہ غازی علم الدین کو گرفتار کر کے اس پر سیشن کورٹ میں مقدمہ چلایا گیا جس نے اسے سزائے موت کا حکم سنایا، سیشن کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی گئی جس کی پیروی کے لئے

قائداعظم محمد علی جناح کو بمبئی سے لاہور بلوایا گیا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر اور دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ پنجاب (لاہور) کے مشہور سیاسی راہنما اور ممتاز قانون دان سر محمد شفیع نے اس مقدمہ کی پیروی کرنے سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ ہندو انہیں بُرا سمجھیں گے۔

محمد علی جناح نے غازی علم الدین شہید کی انتہائی قانونی مہارت اور بے پناہ قوت استدلال کے ساتھ بے گناہی ثابت کی۔ غازی علم الدین شہید کے مقدمہ کی پیروی کے لئے بمبئی سے لاہور آنا قائداعظم کے حضور نبی اکرم ﷺ سے بے پناہ عقیدت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔[۲]

تینوں گول میز کانفرنسوں کا انعقاد لندن میں ۱۲، نومبر ۱۹۳۰ء سے لے کر ۲۴، دسمبر ۱۹۳۲ء (پہلی گول میز کانفرنس ۱۲، نومبر ۱۹۳۰ء تا ۱۹ جنوری، ۱۹۳۱ء، دوسری گول میز کانفرنس ۷، ستمبر ۱۹۳۱ء تا یکم دسمبر ۱۹۳۱ء، اور تیسری گول میز کانفرنس ۱۷، نومبر ۱۹۳۲ء تا ۲۴، دسمبر ۱۹۳۲ء) ہوا۔ محمد علی جناح ان کے نتائج سے اس قدر آزردہ اور دل برداشتہ ہوئے کہ انہوں نے لندن میں قیام کا فیصلہ کر لیا۔ اس سلسلے میں خود فرماتے ہیں:

> ''میں نے ہندو دوستوں کو ناراض کیا، معروف چودہ نکات کی وجہ سے، میں نے راجاؤں اور مہاراجاؤں کو ناراض کیا کیونکہ میں ان کی خفیہ سرگرمیوں کے سخت خلاف تھا، میں نے برطانوی پارلیمان کو ناراض کیا کیونکہ بالکل شروع ہی سے مجھے اس کا احساس ہو گیا تھا اور میں نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور کہا کہ یہ ایک فریب ہے۔ چند ہفتوں کے اندر اندر میرا ایک دوست بھی باقی نہ رہا۔۔۔ لیکن میرا محض اور واحد مقصد اپنے ملک کی فلاح و بہبود رہا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہندو کا مفاد میرے لئے مقدس ہے اور رہے گا اور کوئی شے مجھے اس پوزیشن

سے انچ بھر بھی نہ ہٹا سکے گی۔"

"گول میز کانفرنس کے جلسوں میں ایسا دھچکا لگا جو زندگی میں پہلے کبھی نہ لگا تھا۔ خطرے کے سامنے ہندو جذبہ، ہندو ذہن اور ہندو رویے نے مجھے اس نتیجے پر پہنچادیا کہ اتحاد کی کوئی امید نہیں۔ مجھے اپنے ملک کے بارے میں سخت مایوسی کا احساس ہوا۔ صورت حال بہت افسوس ناک تھی، مسلمانوں کا حال ایسے تھا جیسے ہوا میں معلق ہوں۔ ان کی راہنمائی یا تو برطانوی حکومت کے کاسہ لیس کر رہے تھے یا کانگرس کا حاشیہ نشین، جب بھی مسلمانوں کو منظم کرنے کی کوشش کی گئی ایک طرف ٹوڈیوں اور کاسہ لیسوں نے اور دوسری طرف کانگرس کیمپ میں موجود غداروں نے ان کوششوں پر پانی پھیر دیا، میں نے محسوس کرنا شروع کر دیا کہ نہ تو میں ہندوستان کی کوئی مدد کر سکتا ہوں، نہ میں ہندو ذہنیت کو بدل سکتا ہوں اور نہ ہی میں مسلمانوں کو یہ احساس دلا سکتا ہوں کہ وہ کسقدر سنگین صورت حال سے دوچار ہیں مجھے اسقدر مایوسی ہوئی اور میں اتنا آزردہ ہوا کہ میں نے لندن میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا"۔[۳]

رائٹر سے ملاقات کے دوران محمد علی جناح نے مزید فرمایا:

"میں نے انگلستان میں غیر محدود عرصہ تک مقیم رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں پریوی کونسل میں وکالت کروں گا لیکن میرے ٹھہرنے کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ یہاں سے ہندوستان کے لئے جنگ کروں۔۔۔ میں ہندوستان کی نسبت انگلستان میں رہ کر اپنے ملک کی زیادہ خدمت کر سکتا ہوں"[۴]

چنانچہ آپ کے قیام انگلستان کے دوران ہی عید میلاد النبی ﷺ کا پُر سعید اور مبارک موقعہ آیا۔ علامہ اقبال نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا:

جوھر میں ہو لا الہ تو کیا خوف
تعلیم ہو گو فرنگیانہ [۵]

مسلم سوسائٹی برطانیہ نے ۷، دسمبر ۱۹۳۲ء کو بروز بدھوار بمقام ہوٹل میٹروپول لندن نہایت جوش و خروش اور عقیدت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کی غرض سے عید میلاد النبیؐ کی تقریب منائی جس میں ڈھائی سو کے قریب فرزندانِ توحید شریک ہوئے۔ ''دارالکفر'' میں ''دار اسلام'' کا سماں عجیب وغریب تھا۔ یہ تقریب اس لحاظ سے قابل ذکر اور تاریخی اہمیت کی حامل تھی کہ اس میں نہ صرف برصغیر کے ممتاز زعماء بلکہ عالم اسلام کی مقتدر شخصیات نے شرکت کی۔ شرکاء میں عزت مآب آغا خان، محمد علی جناح، علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال، دیا تنگ مودا (سراوک)، ایران مصر، البانیہ اور سعودی عرب کے وزراء کے علاوہ مہاراجہ بردوان، وزیر اعظم پٹیالہ، لارڈ ہیڈ لے (نامور نو مسلم)، لارڈ لیمنگٹن، جنرل بلیک نی، لیڈی عباس علی بیگ، سردار و بیگم مقبول محمود، سردار بیگم علی شاہ، ڈاکٹر شفاعت احمد خان، مولانا اے ایچ غزنوی، نواب سر عمر حیات خان، نواب سر محمد اکبر حیدری و لیڈی حیدری قابل ذکر تھے۔

نواب سر محمد اکبری حیدری نے اس مبارک تقریب کی صدارت فرمائی۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا جو جناب بشیر پکر ڈ (نو مسلم) صدر مسلم سوسائٹی نے سامعین کی خدمت میں پیش کی۔ بعد ازاں جناب بشیر پکر ڈ، جناب حبیب اللہ لوگرود، سردار اقبال علی شاہ اور جنرل بلیک نی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عقیدت کے پھول پیش کئے تقاریر کے بعد دعوت طعام تھی اس طرح یہ مبارک تقریب اختتام پزیر ہوئی۔ [۶]

۱۹۳۰ء کے اواخر میں قادیانی تحریک نے زور پکڑا چنانچہ مختلف اسلامی تنظیموں کے اس حوالے سے اس تحریک کی بڑی سختی سے مخالفت کی۔ اس زمانے میں علامہ اقبال انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر تھے، انہوں نے اپنے صدارتی خطبہ میں تحریک پیش کی کہ انجمن دوٹوک، صاف اور واضح طور پر اعلان کرے کہ اس کا کوئی رکن قادیانی، نہیں ہوگا چنانچہ انجمن مذکور نے ''قادیانیت'' کے بارے میں اپنے نقطہ نظر اور لائحہ عمل کا اعلان کیا جس کی رو سے کوئی قادیانی انجمن کا رکن نہیں بن سکتا تھا۔ ۷

اسی قادیانی تحریک کو دبانے کی غرض سے سید سرور شاہ گیلانی (علیگ) نے تحریک تنظیم مساجد لاہور کی جانب سے تقاریر سیرت کا سلسلہ شروع کیا اور برصغیر کی مقدر شخصیات نے سیرتِ رسول ﷺ پر تقاریر کروائیں جن کو پمفلٹ (کتابچوں) کی صورت میں شائع بھی کیا تاکہ زیادہ سے زیادہ فرزندان توحید مستفید ہوسکیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس سلسلے میں جتنی تقاریر کا انہوں نے اہتمام کیا ان میں سرفہرست تقریر سیرت بعنوان ''رحمت للعالمین'' عزت مآب محمد علی جناح نے پیش فرمائی۔ ''ختم نبوت'' کے ضمن میں ہم اس تقریر (جو سولہ صفحات پر مشتمل ہے اور ہمیں فخر ہے کہ اس کا ایک اصلی نسخہ ہمارے کتب خانے میں محفوظ ہے) کا آخری پیراگراف پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

> ''حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے قبل دنیا کے مختلف حصوں اور مختلف وقتوں کے لئے انبیائے کرام تشریف لاتے رہے، ان کی تعلیم عالمگیر نہ تھی اور عالمگیر ہو بھی کیسے سکتی تھی جبکہ انسانیت کو ارتقائی منازل طے کرنے میں ابھی بہت وقت درکار تھا۔ بالآخر ہمارے ہادی عالم ﷺ کا ورود مسعود اس وقت ہوا جب دنیا ایک ایسی منزل پر پہنچ چکی تھی جہاں سے وہ حقائق و معارف کے تمام امور کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی تھی اسی لئے ہمارے ''پیغمبر آخر

الزمان'' کو ''رحمت للعالمین'' کے معزز لقب سے خالق اکبر نے سرفراز فرمایا''[۸]

اسی سلسلے میں محمد علی جناح نے مسلم لیگ اور قادیانیوں کے بارے میں مسلم لیگ کی پالیسی کا واشگاف الفاظ میں اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

'' آل انڈیا مسلم لیگ کی ابتدائی شاخ کی رکنیت کے اُمیدوار کو مسلمان ہونا چاہئے''۔[۹]

۵ ،فروری ۱۹۴۵ء کو ''عید میلاد النبی ؐ'' کی مبارک تقریب پر بمبئی سے پیغام میں قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا:

'' آپ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ میں آپ کو میلاد النبی ﷺ کی تقریب پر پیغام ارسال کروں۔ میں آج آپ کو اس کے سوا کیا پیغام دے سکتا ہوں کہ ساری دنیا میں مسلمانوں کو اسلام کی بہترین روایات کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہئے۔ وہ دین جو ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وساطت سے ملا ہے۔

اسلام اس دنیا میں آیا تاکہ یہاں جمہوریت ، امن اور انصاف قائم کرے اور مظلوموں کا تحفظ کرے۔ یہ بنی نوع انسان کے لئے امیر اور غریب ، بلند اور پست میں مساوات کا پیغام لایا ، رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کا بیشتر حصہ نظریات کی خاطر لڑنے میں صرف کیا۔ پھر کیا یہ ہر مسلمان کا فریضہ نہیں ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو ، وہ اُن عظیم نظریات اور اسلام کی شاندار روایات کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی بہترین کوشش صرف کر دے۔ انسانوں میں مساوات قائم کرے انسان کے جائز حقوق کے حصول اور جمہوریت کے قیام کی خاطر لڑے؟ ہم یہ یقین رکھتے کہ ہند میں پاکستان ہمارا جائز مطالبہ

ہے اور ہمارا پیدائشی حق، ہم باور کرتے ہیں کہ یہ جمہوری اصولوں اور انصاف کے عین مطابق ہے لہٰذا ہم نے یہ عزم بالجزم کر رکھا ہے کہ ہم اس کے لئے لڑیں گے اور انشاء اللہ کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔''[۱]

۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی میں عید میلاد النبیؐ کی تقریب میں جو قائد اعظم محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان کے اعزاز میں کراچی بار ایسوسی ایشن نے دی تھی آپ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ لوگوں کا ایک طبقہ جو دانستہ طور پر شرارت کرنا چاہتا ہے یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ پاکستان کے دستور کی اساس شریعت پر استوار نہیں کی جائے گی۔ آج بھی اسلامی اصولوں کا اطلاق زندگی پر اسی طرح ہوتا ہے جس طرح تیرہ سو سال پیشتر ہوتا تھا۔

جو لوگ گمراہ ہو گئے ہیں یا کچھ لوگ جو اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو گئے ہیں میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسلام اور اس کے اعلیٰ نصب العین نے ہمیں جمہوریت کا سبق پڑھایا ہے، اسلام نے ہر شخص کو مساوات، عدل اور انصاف کا درس دیا ہے، کسی کو جمہوریت، مساوات اور حریت سے خوف زدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ دیانت کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہو اور اس کی بنیاد ہر شخص کے لئے انصاف اور عدل پہ رکھی گئی ہو۔ ہمیں اسے (پاکستان کا آئندہ دستور) بنا لینے دیجئے، ہم یہ بنائینگے اور اسے ساری دنیا کو دکھائینگے۔

(صوبائی عصبیت) یہ ایک بیماری ہے اور ایک لعنت۔۔ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان صوبائی

عصبیت کی بیماری سے چھٹکارا پالیں۔ ایک قوم جب تک کہ وہ ایک صف میں نہ چلے، کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ ہم سب پاکستانی اور مملکت کے شہری ہیں اور ہمیں مملکت کے لئے خدمت، ایثار اور زندگی کا نذرانہ پیش کرنا چاہئے تا کہ ہم اسے دنیا کی عالی شان اور خودمختار مملکت بنا سکیں۔

آج ہم یہاں تھوڑی تعداد میں اس عظیم شخصیت کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جن کے لئے نہ صرف لاکھوں دل احترام سے لبریز ہیں بلکہ جو دنیا کے عظیم ترین لوگوں کی نظر میں بھی محترم ہیں۔ میں ایک حقیر آدمی اس عظیم المرتبت شخصیت کو کیا خراج عقیدت پیش کر سکتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ ایک عظیم مدبر تھے۔ آپؐ ایک عظیم فرمانروا تھے جنہوں نے حکمرانی کی، جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو بلاشبہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اس بات کو بالکل نہیں سراہتے۔ اسلام نہ صرف رسم و رواج، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ ہے بلکہ اسلام ہر مسلمان کے لئے ایک ضابطہ بھی ہے جو اس کی حیات اور اس کے رویہ بلکہ اس کی سیاست و اقتصادیات وغیرہ پر محیط ہے یہ وقار، دیانت، انصاف اور سب کے لئے عدل کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ ایک خدا اور خدا کی توحید، اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے، اسلام میں ایک آدمی اور دوسرے آدمی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مساوات، آزادی، اور یگانگت، اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔ اس زمانہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی زندگی سادہ تھی۔ تاجر کی حیثیت سے لے کر فرماں روا کی حیثیت تک، آپؐ نے جس چیز میں بھی ہاتھ ڈالا، کامیابی نے آپؐ کے قدم چومے،

رسول اکرم ﷺ عظیم ترین انسان تھے، جن کا چشم عالم نے کبھی آپؐ سے پہلے نظارہ نہیں کیا تیرہ سو سال گزرے کہ آپؐ نے جمہوریت کی بنیاد ڈالی'' ۱۱

اگست ۱۹۴۱ء میں قائداعظم محمد علی جناح نے راک لینڈ کے سرکاری مہمان خانے میں طلبہ اور نوجوان کو تبادلہ خیالات کا موقعہ فراہم فرمایا مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازمات کے ضمن میں آپ نے فرمایا:

''میں نہ کوئی مولوی ہوں نہ مُلا نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے البتہ میں نے قرآن مجید اور اسلامی قوانین کے مطالعہ کی اپنے تئیں کوشش کی ہے۔اس عظیم الشان کتاب میں اسلامی زندگی سے متعلق ہدایات کے باب میں زندگی کا روحانی پہلو، معاشرت سیاست، معیشت، غرضیکہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جو قرآن مجید کی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو، قرآن مجید کی اصولی ہدایات اور سیاسی طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لئے ہی بہترین ہیں بلکہ اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کے لئے بھی سلوک اور آئینی حقوق کا اس سے بہتر تصور ممکن نہیں''۔ ۱۲

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ قائداعظم محمد علی جناح نے یہ کہہ کر کہ میں نہ کوئی مولوی ہوں، نہ مُلا اور نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے کس خوبصورتی سے ایک مبلغ دین اور داعی کی نازک ذمہ داری کا ذمہ اپنے سر نہیں لیا لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انہوں نے موقع اور حالات کے مطابق بین السطور ایک مبلغ اور داعی کا کردار ادا کیا ہے! ان کی تحریروں پر غور وفکر اور تدبر کی ضرورت ہے! چشم بینا درکار ہے جو گوہر معنی ڈھونڈ نکالے۔

حوالہ جات

۱۔ احمد سعید (مرتب) گفتارِ قائداعظم، اسلام آباد، قومی کمیشن برائے تحقیق ثقافت وتاریخ، ۱۹۷۶ء، ص ۵۲؛

روزنامہ *انقلاب*، لاہور، ۱۸، اگست ۱۹۲۷ء، ص ۳۔

۲۔ محمد حنیف شاہد (مؤلف)، *اسلام اور قائد اعظم*، لندن، وریاض سعودی عرب، انٹرنیشنل اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۹۱ء، ص ص ۱۵۸۔۱۵۹، مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں صفحات ۱۶۰۔۱۶۷۔

۳۔ اقبال احمد صدیقی (مترجم) *قائد اعظم: تقاریر و بیانات*، جلد دوئم، لاہور، بزم اقبال، ۱۹۹۷ء، ص ص ۲۱۳، ۲۱۴۔

۴۔ *ایضاً*۔

۵۔ *کلیات اقبال* (اردو)، *ضرب کلیم*، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۲ء، ص ۸۷/۵۵۱۔

۶۔ واقعہ یہ ہے کہ محمد علی جناح نے لندن میں جو فلیٹ کرایہ پر لیا وہ ایک بیوہ عورت مسز ایف۔ای۔ پیج ڈریک (Mrs.F.E. Pagedrake) کی ملکیت تھا وہ اپنی جوان بیٹی کے ساتھ جو مسٹر جناح کی ہم عمر تھی، رہتی تھی، فاطمہ جناح کی یادداشتوں کے مطابق، وہ دوشیزہ میرے بھائی کو پسند کرتی تھی تاہم وہ تفریحاً محبت کرنے والوں میں سے نہ تھی۔ وہ دوشیزہ اپنی پوری کوشش کے باوجود ان کی کم آمیزی کو ختم نہیں کر سکی۔ بعض اوقات وہ اپنی ماں کے گھر میں مخلوط پارٹیوں کا اہتمام کرتی تھی اور وہ مختلف کھیلوں سے میں ایک خاص کھیل میں جو وہ بڑے شوق سے کھیلتی تھی، ہار ماننے والا سزا کے طور پر جیتنے والے کو ''بوسہ'' دیتا تھا۔ انہوں نے خود کو اس ''بوسہ بازی'' سے ہمیشہ الگ رکھا۔ مسٹر جناح نے یاد کر کے مجھے بتایا کہ ایک بار کرسمس کے موقع پر مس پیج ڈریک نے اپنی باہیں میری گردن میں حائل کر دیں چونکہ میں اکاس بیل (بڑے دن کی سجاوٹ کا سامان) کے نیچے کھڑا تھا جس کی اہمیت اس وقت مجھے معلوم نہ تھی اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کا ''بوسہ'' ضرور لوں۔ میں نے اسے نرمی سے سمجھایا کہ ہمارے اپنے معاشرتی اصول ہیں جن میں آکاس بیل کے نیچے ''بوسہ'' لینے کی گنجائش نہیں، اس نے مجھے چھوڑ دیا اور پھر کبھی ایسی حرکت نہیں کی''۔ بحوالہ سٹینلے والپرٹ، *جناح آف پاکستان*، مجیب الرحمٰن شامی (مترجم)، قومی ڈائجسٹ، ستمبر ۱۹۹۱ء، جلد ۱۴، شمارہ ۴، ص ۲۶۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ ۱۸۹۵ء میں پیش آیا ہوگا کیونکہ اسی زمانے میں محمد علی جناح نے وہاں قیام کیا۔ آجکل وہاں کاؤنٹی کونسل کی طرف سے اس مضمون کی ایک پلیٹ لگا دی گئی ہے کہ ''بانی پاکستان محمد علی جناح نے ۱۸۹۵ء میں یہاں قیام کیا تھا''۔

۷۔ *اسلامک ریویو*، لندن، مارچ ۱۹۳۳ء/ ذوالقعدہ ۱۳۵۱ھ، جلد ۲۱ عدد ۳، ص ص ۶۱۔۸۳۔

۸۔ محمد حنیف شاہد (مؤلفہ)، *اقبال اور انجمن حمایت اسلام*، لاہور، کتب خانہ انجمن حمایت اسلام،

۱۹۷۷ء، ص ص ۱۳۲، ۱۳۳۔

۹۔ رحمۃ للعالمین، تقریر سیرت از محمد علی جناح، مملوکہ راقم، لاہور، سید سرور شاہ گیلانی، دفتر تنظیم مساجد، لاہور، محلہ مصری شاہ، ۱۹۳۵ء، (؟) ص ۱۶۔

۱۰۔ اقبال احمد صدیقی (مترجم)، قائداعظم، تقاریر، بیانات، جلد سوم، لاہور، بزم اقبال، ۱۹۹۸ء، ص ۳۱۴۔

۱۱۔ *ایضاً*، جلد سوم، ص ص ۴۲۰۔۴۲۱۔

۱۲۔ *ایضاً*، جلد چہارم، ص ص ۴۰۱۔۴۰۳۔